بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَنْ يَنَالَ اللهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (سورۂ حج آیت ۳۷)

احکامِ اُضحیہ

عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل و مسائل اور پیغام

ترتیب:

ابوجندل قاسمی

مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفر نگر یوپی

پیش لفظ

کئی ایک سالوں سے عید الاضحیٰ سے قبل علاقے کی بستیوں میں جاجا کر ''عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی'' کے متعلق فضائل ومسائل بیان کرنے کا معمول ہے، چند سال قبل مدرسہ قاسم العلوم کے سابق فعال مہتمم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ کے حکم سے ''مسائل قربانی'' کو مرتب بھی کیا تھا، جو مدرسہ کے شعبۂ نشر واشاعت سے بشکل پوسٹر شایع ہوئے، جس کا الحمدللہ بڑا فائدہ ہوا، ارادہ ہوا کہ ان کو مرتب کر کے کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے تاکہ نفع عام ہو۔

لہٰذا اِفادۂ عام کی غرض سے جیبی سائز میں اس کو شائع کیا جارہا ہے، اختصار کے پیش نظر مسائل کا صرف حوالہ دیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو بندہ، بندہ کے والدین، احباب اور معاونین کیلئے ذریعہ مغفرت اور ذخیرۂ آخرت بنائے، امین۔

ابوجندل قاسمی

فہرست

ماہِ ذی الحجہ کی اہمیت

ماہِ ذی الحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے، جو کئی وجوہ سے فضیلت وعظمت اور حرمت والا مہینہ ہے، مثلاً: (۱) یہ مہینہ ''اشہرِ حُرم'' یعنی ان چار مہینوں (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) میں سے ایک ہے جن کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ (۲) اسلامی دو تیوہاروں میں ایک (عید الاضحیٰ) اس ماہ میں ہے۔ (۳) اللہ کے تقرب کا ایک اہم ذریعہ یعنی قربانی اسی مہینے میں ہوتی ہے۔ (۴) اسلام کے بنیادی احکام اور فرائض میں سے ایک یعنی حج اس مہینے میں ہوتا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ پاک میں ماہِ ذی الحجہ کے شروع کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالْفَجْرِ. وَلَيَالٍ عَشْرٍ. وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ. (سورہ فجر) ترجمہ: قسم ہے فجر کے وقت کی، اور دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی۔ (حضرت تھانویؒ) ان تین آیتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے چار قسمیں کھائی ہیں، فجر سے مراد عبداللہ بن عباسؓ، امام التفسیر مجاہدؒ اور عکرمہؒ وغیرہ کے بقول یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کی فجر ہے، اور دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی

شروع کی دس راتیں، جفت سے مراد ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی قربانی کا دن، اور طاق سے مراد نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن ہے۔ (تفسیر قرطبی ۲۰/۲۷) ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بات کا یقین دلانے کے لیے قسم کھانے کی ضرورت نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کی قسم کھانا اس چیز کی عزت وحرمت پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ان راتوں اور دنوں کی قسم کھانا ان کی عظمتِ شان اور اہمیت پر دلالت کر رہا ہے۔

احادیثِ شریفہ میں بھی عشرۂ ذی الحجہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، چناں چہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ الْعَشْرِ فقالُوا یارسول الله وَ لَا الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ لَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَیْءٍ۔ (ترمذی شریف ۱/ ۱۵۸، سنن ابی داؤد حدیث ۲۴۴۰، بخاری شریف ۱/ ۱۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ کو عملِ صالح جتنا ان دس دنوں میں محبوب ہے اتنا کسی دوسرے دن میں نہیں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا محبوب نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا محبوب نہیں، مگر یہ کہ کوئی شخص

اپنی جان و مال لے کر نکلا اور ان میں سے کوئی چیز لے کر نہ لوٹا، سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کر دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا صِیَامَ سَنَۃٍ وَقِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ۔(ترمذی شریف ۱/۱۵۸) یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی اور دن میں عبادت اتنی محبوب نہیں جتنی ذی الحجہ کے دس دنوں میں محبوب ہے، عشرۂ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر (ثواب رکھتا) ہے اور ہر رات میں (عبادت کے لیے) قیام شب قدر میں

(عبادت کے لیے) قیام کے برابر ہے۔

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہفتے کے سات دنوں میں سے جمعہ کو، اور سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان المبارک کو، رمضان کے تین عشروں میں سے عشرۂ اخیرہ کو، اور راتوں میں شب قدر کو خاص فضیلت بخشی ہے، اسی طرح ذی الحجہ کے پہلے عشرے کو بھی فضل ورحمت کا خاص عشرہ قرار دیا گیا ہے، ان دنوں میں بندے کا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے، اور اس کی بڑی قیمت ہے، اسی وجہ سے علماء نے فرمایا ہے کہ رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل ایام عشرۂ ذی الحجہ کے ایام ہیں، جیسا کہ مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کے اعمال

ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں (جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص امتیاز بخشا ہے) کچھ اعمال خصوصی طور پر مقرر کیے گئے ہیں، ان کو بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے:

۱...... عشرۂ ذی الحجہ کے روزے:

(یکم ذی الحجہ سے نو ذی الحجہ تک روزے رکھنا) ان ایام میں روزہ رکھنے کا عظیم ثواب ہے، حدیث شریف گزر چکی ہے کہ ایک روزہ رکھنے کا ثواب ایک سال روزہ رکھنے کے برابر ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک معمول کی پیروی کی نیت سے ان ایام میں روزہ

رکھے تو بڑے اجر وثواب کی امید ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔
اگر سب روزے نہ رکھے تو کم از کم ''یوم عرفہ'' کا روزہ
ضرور رکھ لے، کیوں کہ اس ایک روزے سے دو سال
(سال گزشتہ وآئندہ) کے گناہ معاف ہیں۔ اسی طرح
راتوں میں اپنی ہمت کے مطابق بیدار رہ کر عبادت
کرنا، کہ اگر کسی ایک رات میں بھی عبادت کی توفیق ہوگئی
تو گویا اس کو شب قدر میں عبادت کی توفیق ہوگئی۔

۲......بال وناخن نہ کاٹنا:

دوسرا عمل ان دنوں میں یہ ہے کہ جس شخص کا قربانی کرنے کا
ارادہ ہو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر
آنے کے بعد حجامت نہ بنوائے، اور نہ ناخن کاٹے، قربانی

کرنے کے بعد اس ضرورت کو پورا کرے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ کَانَ لَهٗ ذِبْحٌ یَذْبَحُهٗ فَاِذَا اَهَلَّ هِلَالُ ذِی الْحِجَّةِ فَلَا یَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَیْئًا حَتّٰی یُضَحِّیَ۔ (مسلم شریف ۲/۱۶۰، مشکوۃ شریف ص ۱۲۷)

ترجمہ: جس شخص کے پاس کوئی جانور ہو جس کو ذبح کرنے کا اس کا ارادہ ہو پس جب ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

اس کی وجہ علماء کرام نے یہ فرمائی ہے کہ دراصل یہ عشرہ حج کا ہے، انہی ایام میں حجاج احرام باندھ کر مکہ مکرمہ حاضر ہوتے ہیں اور حج کرتے ہیں، اور

احرام کی حالت میں ان لوگوں پر شریعت نے بہت سی
پابندیاں عائد کی ہیں، مثلاً سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتے،
خوشبو نہیں لگا سکتے، وغیرہ وغیرہ، انہی میں سے ایک
پابندی یہ ہے کہ بال اور ناخن نہیں کاٹ سکتے، ظاہر ہے
کہ حج کی برکات اور احرام کی یہ پابندیاں انہی لوگوں
کے لیے ہیں جو وہاں حاضر ہو کر حج کریں، لیکن اللہ تعالیٰ
نے اپنی رحمت سے سارے اہل ایمان کو اس کا موقع دیا
ہے کہ جب حج کے یہ ایام آئیں تو وہ اپنی اپنی جگہ رہتے
ہوئے بھی حج اور حجاج سے ایک نسبت پیدا کرلیں، اور
ان کے کچھ اعمال میں شریک ہو جائیں، عید الاضحیٰ کی
قربانی کا بھی خاص راز یہی ہے، کہ حجاج دسویں ذی الحجہ کو

منیٰ میں اللہ کے حضور اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں، دنیا بھر کے دوسرے مسلمان جو حج میں شریک نہیں ہو سکے ان کو حکم ہے کہ وہ اپنی جگہ رہتے ہوئے ٹھیک اسی دن اللہ کے حضور میں اپنی قربانیاں نذر کریں، اور جس طرح حاجی احرام باندھنے کے بعد بال اور ناخن نہیں ترشواتا اسی طرح یہ مسلمان جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد بال اور ناخن نہ ترشوائیں، اور اس طریقے سے بھی حجاج سے ایک مناسبت ومشابہت پیدا کریں، (مستفاد از معارف الحدیث بتغیر ۳/۴۱۸)

امید ہے کہ جس وقت میدان عرفات اور دیگر مقاماتِ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ اپنے ان عاشقوں پر رحمت کی بارش

برسائیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اور آپ بھی اس سے محروم نہیں رہیں گے۔ کیوں کہ:

رحمتِ حق بہانہ می جوید ☆ رحمتِ حق بہا نمی جوید

فائدہ: مگر یہ مسئلہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ زیر ناف، بغلوں کی صفائی اور ناخن کاٹے چالیس روز نہ گزرے ہوں، اگر چالیس دن گزر گئے ہوں اور عشرۂ ذی الحجہ چل رہا ہو تو پھر ان چیزوں کی صفائی ضروری ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۷/۴۹۶، جامع الفتاویٰ ۸/۱۴۳)

۳..... شب عید میں عبادت:

تیسرا عمل یہ ہے کہ عید کی رات میں بیدار رہ کر اپنی ہمت و طاقت کے مطابق عبادت کرے، عید الفطر کی

رات ہو یا عید الاضحیٰ کی دونوں راتوں میں عبادت کرنے کی بعض ضعیف احادیث شریفہ میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، چناں چہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَامَ لَیْلَتَيِ الْعِیْدَیْنِ مُحْتَسِباً لِلّٰہِ لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ ، (ابنِ ماجہ، ص ۱۲۷، حدیث ۱۷۸۲) ترجمہ: جو شخص عیدین کی راتوں میں (عبادت کے لیے) کھڑا ہو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے تو اس کا دل اس دن (قیامت کے دن) نہیں مرے گا جس دن بہت سے دل مرجائیں گے۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی، ضرور

قبول ہوتی ہے، جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، اور عیدین کی راتیں۔ (شعب الایمان للبیہقی ۳/۳۴۲، حدیث ۳۷۱۳)

۴......تکبیر تشریق:

چوتھا عمل ان ایام میں "تکبیر تشریق" ہے، تکبیرِ تشریق کے الفاظ یہ ہیں: اَللّٰہُ اکبر اَللّٰہُ اکبر لااِلٰہ اِلّا اللّٰہ وَاللّٰہُ اکبر اَللّٰہُ اکبر وِلِلّٰہِ الحمد، تکبیرِ تشریق میں تین معزز اور مقرب بندوں کے الفاظ موجود ہیں:

(۱) جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا جارہا تھا اور حضرت جبریل علیہ السلام مینڈھا لے کر تشریف لائے تو انہوں نے ذبح کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ

السلام کی عجلت کومحسوس کر کے فرمایا: اَللّٰـهُ اکبـر اَللّٰهُ اکبـر ، (۲) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانی قربانی کودیکھا تو فرمایا: لاالٰہ الّا اللّٰهُ و اللّٰہ اکبر ، (۳) جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا: اللّٰـهُ اکبر ولِلّٰہِ الحمد ۔ (شامی بیروتی ۵۸/۳)
یہ تکبیر یومِ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کی نمازِ فجر سے شروع ہوکر تیرہ (۱۳) ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک جاری رہتی ہے، یہ کل تئیس (۲۳) نمازیں اور نمازِ عیدالاضحیٰ کو ملاکر چوبیس (۲۴) نمازیں ہوجاتی ہیں۔

۵.....قربانی:

پانچواں اورسب سے افضل عمل جوذی الحجہ کے ان دنوں

میں مقرر فرمایا گیا ہے وہ ''قربانی'' کا عمل ہے، قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے، زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے، اسی طرح آج تک دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے، مشرکین بتوں کے نام پر اور عیسائی مسیح کے نام پر قربانی آج بھی کرتے ہیں، سورۂ کوثر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ، ''اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے''، یعنی جس طرح نماز اللہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہوسکتی، اسی طرح قربانی بھی اس کے علاوہ کسی اور کے نام کی نہیں ہوسکتی۔

اسی مفہوم کو ایک دوسری آیت میں اس طرح فرمایا گیا: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (سورۂ انعام) ترجمہ: بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا، آپ ہر سال برابر قربانی کیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ میں حج کے موقع پر ہی واجب نہیں، بلکہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک ہر شخص پر ہر شہر میں واجب ہے، بشرطیکہ شریعت نے قربانی کے واجب ہونے کے لیے جو شرائط وقیود بیان کی

ہیں وہ پائی جائیں۔

اسی وجہ سے وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر سخت تنبیہ فرمائی گئی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِاَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَایَحْضُرْ مُصَلَّانَا** ۔(السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ۹/۲۶۰، الترغیب والترہیب ۲/۱۰۰) یعنی جو شخص قربانی کی گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک سے قربانی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆

قربانی کی فضیلت واہمیت

احادیثِ شریفہ میں قربانی کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں، چناں چہ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسولَ اللّٰہ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیْ ، یارسول اللہ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت اور کیا تاریخ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْم، یہ تمہارے (روحانی ونسلی) مورث حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت ہے، یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو قربانی کا حکم دیا گیا اور وہ اس پر عمل کرتے تھے، ان کی اس سنت اور طریقے کی پیروی کرنے

کا مجھے اور میری امت کو بھی حکم دیا گیا۔ صحابہ کرامؓ نے پھر عرض کیا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، یارسول اللہ! ہمارے لیے ان قربانیوں میں کیا اجر ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ ، قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ، تو کیا اون کا بھی یارسول اللہ یہی حساب ہے؟ یعنی وہ جانور جن کی کھال پر گائے، بیل اور بکری کی طرح بال نہیں ہوتے بلکہ اون ہوتی ہے جیسے بھیڑ، دنبہ، اونٹ، اوران جانوروں کی کھال پر اون کے کروڑوں بال ہوتے ہیں تو کیا ان اون والے جانوروں کی قربانی کا ثواب بھی ہر بال کے بدلہ ایک نیکی

کے حساب سے ملے گا؟ ارشاد ہوا: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ ، ہاں، اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی حساب سے ملے گا کہ اون کے ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۶)

نیز حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ ضَحّٰی طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ مُحْتَسِبًا لِاُضْحِيَّتِهٖ كَانَتْ لَهٗ حِجَابًا مِنَ النَّارِ۔ (معجم کبیر للطبرانی ۳/۱۴۲، حدیث ۲۶۷۰)

ترجمہ: جس شخص نے دل کی خوشی کے ساتھ ثواب کی امید رکھتے ہوئے قربانی کی تو وہ قربانی اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائے گی۔

نیز حدیث شریف میں قیمتی، عمدہ اور موٹا تازہ جانور کی قربانی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، حضرت عمرو بن عبسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَفْضَلَ الضَّحَايَا اَغْلَاهَا وَ اَنْفَسُهَا ۔وفي روايةٍ ۔اَسْمَنُهَا ۔ (السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ۹/ ۲۶۸، مسند احمد ۲۴/ ۲۵۰، مستدرک حاکم ۴/ ۲۵۷) ترجمہ: بے شک افضل قربانی قیمتی، عمدہ اور موٹا تازہ جانور ہے۔

ایامِ قربانی میں قربانی ہی پسندیدہ عمل

قربانی کے دنوں میں دیگر عبادات و اعمال کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو قربانی کا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، چناں چہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا

عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبُّ الی اللّٰہِ

مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ اِنَّہٗ لَیَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا

وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ

بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا،

(ترمذی شریف ۱/ ۲۵۷، ابن ماجہ ص ۲۲۶) ترجمہ: قربانی کے دن آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو خون بہانے (قربانی) سے زیادہ محبوب نہیں، اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ زندہ ہوکر آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت کے مقام پر پہونچ جاتا ہے، پس اے خدا

کے بندوں! دل کی پوری خوشی سے قربانی کیا کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نام نہاد دانشور شخص یہ کہے کہ قربانی میں صرف خون بہانا ہے اور گوشت کھانا ہے، اس لیے قربانی کے بجائے قیمت کا صدقہ کردینا بہتر ہے، تاکہ غرباء رقم کو اپنی کسی بھی ضرورت میں خرچ کرسکیں، تو ان کی یہ بات ناواقفیت پر مبنی اور شریعت کے قطعاً خلاف ہے، ہرگز لائقِ توجہ نہیں، غریب کو صدقہ دینے کا حکم الگ ہے اور قربانی کا حکم الگ ہے، اللہ تعالیٰ نے قربانی کو جو واجب قرار دیا ہے اس کا اصل مقصد خون بہانا ہی ہے، اور ایامِ قربانی میں یہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، صدقہ مقصود نہیں۔

قربانی کا پیغام

قربانی کے اس عظیم عمل میں مسلمانوں کے لیے

دو پیغام ہیں: (۱) ایک پیغام تو یہ ہے کہ دین درحقیقت اتباع کا نام ہے، اور اصل مقصود اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم آجانے کے بعد عقلی گھوڑے دوڑانا اور حکمتیں و مصلحتیں تلاش کرنا مناسب نہیں، قربانی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلاۃ والسلام کے عملِ قربانی کی یادگار ہے، تو جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے بے چون وچرا سر تسلیم خم کر دیا، ہمیں بھی اپنی پوری زندگی اسی کے مطابق ڈھالنی ہے، اسی بات کو تقریباً قرآنِ کریم کی اس

آیت میں فرمایا گیا ہے: لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَادِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ۔(سورۂ حج آیت ۳۷)

ترجمہ: اللہ کو نہیں پہونچتا ان کا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہونچتا ہے تمہارے دل کا ادب ۔۔۔ یہی حکم دوسری تمام عبادات کا ہے کہ نماز کی نشست و برخاست، روزے میں بھوکا پیاسا رہنا، زکوٰۃ میں محض مال کا خرچ کردینا، حج میں محض کعبۂ مشرفہ اور میدانِ عرفات وغیرہ کا چکر لگانا مقصودِ اصلی نہیں، بلکہ اصل مقصود قلبی اخلاص ومحبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے، اگر یہ عبادات اس اخلاص ومحبت سے خالی ہیں تو صرف

صورت اور ڈھانچہ ہے، روح غائب ہے۔

(۲) دوسرا پیغام قربانی کی اس عظیم یادگار سے ہمیں یہ ملتا ہے کہ آج اس جانور کا خون اللہ تعالیٰ کے حکم پر بہایا جارہا ہے، اگر ضرورت پڑی تو دین کی خاطر اسی طرح اپنے مال اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کردوں گا، یہی وجہ ہے کہ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے، اور اگر بڑے جانور میں زیادہ حصے دار ہوں تو قربانی کرنے کے وقت سب کا جانور کے پاس حاضر رہنا افضل ہے، (جواہر الفقہ ۱/۴۵۰) جس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ سب لوگوں کے دلوں میں جان و مال کی قربانی کا یہ جذبہ پیدا ہو۔

تکبیر تشریق کے مسائل

مسئلہ: تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد متصلاً مردوں کے لیے درمیانی بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ پڑھنا واجب ہے، (درمختار مع شامی بیروتی ۵۹/۳) **مسئلہ:** نیز مقیم، مسافر، باجماعت نماز پڑھنے والے، تنہا نماز پڑھنے والے، مرد و عورت، اہل شہر اور اہل دیہات سب پر واجب ہے۔ (شامی بیروتی ۳/ ۵۷، ۵۹، طحطاوی علی المراقی ص ۲۸۶)

مسئلہ: عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق پڑھنا مفتی بہ قول کے مطابق واجب ہے۔ (شامی ۳/ ۶۰، فتاویٰ محمودیہ ۴۴۲/۸) **مسئلہ:** اگر امام تکبیر بھول جائے تو مقتدی زور سے پڑھ کر یاد دلادیں۔ (مستفاد شامی ۶۰/۳)

مسئلہ: اگر تکبیر تشریق کسی نماز میں بالکل بھول جائے تو اس کی قضا نہیں ہے، البتہ واجب چھوٹنے کی وجہ سے توبہ واستغفار ضروری ہے۔ (شامی ۳/۵۹، فتاویٰ دارالعلوم ۵/۲۰۷)

مسئلہ: مسبوق شخص بھی اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا۔ (ھندیہ ۱/۱۵۲، درمختار زکریا ۳/۶۵)

مسئلہ: اگر تکبیر تشریق سے پہلے بات کرلی، یا جان بوجھ کر وضو توڑ دیا، یا مسجد سے باہر نکل گیا تو تکبیر تشریق پڑھنا واجب نہیں۔ (شامی بیروتی ۳/۵۹، کتاب المسائل ۲/۲۵۵)

مسئلہ: اگر ان دنوں میں انہی دنوں کی کوئی قضا نماز پڑھے گا تو اس کے بعد بھی تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔

(درمختار و شامی بیروتی ۳/۵۹)

مستحبات عید الاضحیٰ:

عیدالاضحیٰ کے دن یہ چیزیں مستحب ومسنون ہیں: (۱) صبح سویرے اٹھنا (۲) مسواک کرنا (۳) غسل کرنا (۴) عمدہ کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) عید کی نماز سے قبل کچھ نہ کھانا (۷) عید کی نماز کے بعد قربانی کے گوشت میں سے کھانا (۸) عیدگاہ کیلئے پیدل جانا (۹) راستہ میں بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھنا (۱۰) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

(درمختار ۳/۴۵تا۶۱)

عیدین کی نماز کا طریقہ:

عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہہ کر

ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں، اس کے بعد تین تکبیریں کہیں، پہلی دو تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر میں ہاتھ باندھ کر امام قرأت کرے اور مقتدی خاموش رہیں، اس طرح ایک رکعت پوری ہوگئی، پھر دوسری رکعت میں پہلے قرأت کرے، پھر تین تکبیر کہیں اور ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔ (حلبی کبیر ۵۶۷، درمختار ۳/۵۰تا۵۳)

زائد تکبیروں کے مسائل:

مسئلہ: ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کے برابر خاموش رہیں۔ (درمختار ۳/۵۳) **مسئلہ:** اگر امام کو زائد

تکبیریں کہنی یاد نہ رہیں اور قرأت شروع کردے اور سورت ختم کرنے سے پہلے یاد آجائیں تو فوراً قرأت چھوڑ کر تکبیریں کہہ لے، اس کے بعد دوبارہ قرأت کرے، اور اگر مجمع بڑا نہیں ہے تو اخیر میں سجدہ سہو کرلے، لیکن اگر مجمع بڑا ہے کہ سجدہ سہو کرنے سے انتشار کا خطرہ ہے تو سجدہ سہو معاف ہے۔ (شامی ۳/۵۲، مستفاد احسن الفتاویٰ ۴/۱۲۶)

مسئلہ: اگر قرأت پوری کرنے کے بعد یا رکوع میں یاد آئی ہیں تو رکوع میں تسبیح کے بجائے تکبیر کہہ لے۔ (شامی ۲/۵۳، امداد الفتاویٰ ۱/۶۵۸) **مسئلہ:** اگر امام کے زائد تکبیریں کہنے کے بعد کوئی شخص نماز میں شرکت کرتا ہے تو جب امام رکوع میں جانے لگے تو کھڑے کھڑے بغیر ہاتھ

اٹھائے تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کا خطرہ ہو تو رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں تسبیح کے بجائے تین تکبیریں کہہ لے، اور رکوع میں بھی نہ کہہ سکے یا ایک دو تکبیریں نہ کہہ سکے تو اس سے تکبیر معاف ہے۔ (شامی ۵۲/۳، ۵۳ احسن الفتاویٰ ۱۲۶/۴)

جس شخص کی ایک رکعت چھوٹ گئی:

اگر کسی شخص کی ایک رکعت چھوٹ گئی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ شخص پہلے ثناء، اعوذ باللہ و بسم اللہ اور قرأت کرے، پھر زائد تکبیریں کہہ کر باقی نماز پوری کرے۔ (شامی بیروتی ۵۲/۳)

فجر کی نماز نہ پڑھنے والے کے لئے عید کی نماز کا حکم:

نماز فجر کا حکم مستقل ہے اور نماز عید کا حکم بھی مستقل ہے، لہٰذا نماز فجر نہ پڑھنے کی وجہ سے اگرچہ وہ سخت گنہگار ہوگا لیکن عید کی نماز اس کی بھی ہو جاتی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۸/۳۷۰)

جس شخص کو عید کی نماز نہ ملے:

جس شخص کو کسی مجبوری کی وجہ سے عید کی نماز نہیں ملی تو اس کیلئے تنہا عید کی نماز پڑھنا درست نہیں، اسی طرح اگر دو چار آدمیوں کو نہ ملے تو وہ علیحدہ عید کی نماز کی جماعت نہ کریں، بلکہ اپنے مکان پر جا کر دو چار نفلیں الگ الگ پڑھ لیں، (امید ہے کہ مجبوری کی وجہ سے انشاء اللہ عید کی نماز کے ثواب سے محروم نہ رہیگا۔ (شامی ۲/۵۵، فتاوی محمودیہ ۸/۳۷۷)

قربانی کس پر واجب ہے؟:

قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو عاقل بالغ اور مقیم ہو، اور ایام قربانی میں ساڑھے باون تولے چاندی (یعنی ۶۱۲ رگرام ۳۶۰ رملی گرام چاندی) یا اس کی قیمت کا پیسہ یا دیگر سامان اس کی حاجات اصلیہ سے زائد اس کی مِلک میں موجود ہو، یہ سامان چاہے سونے چاندی کے زیورات ہوں یا مالِ تجارت ہو، یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان ہو، یا رہائشی مکان کے علاوہ زائد مکان ہو۔ (شامی کراچی ۶ر۳۱۲)

تنبیہ: اگر چند بھائی ایک ساتھ رہتے ہیں اور مکان و زمین وغیرہ سب والد کے نام ہے وہ سب بھائی زمین وغیرہ میں کما کر آمدنی والد صاحب کو لاکر دیتے ہیں

اور اولاد کسی چیز کی مالک نہیں تو صرف والد پر قربانی واجب ہوگی اور اگر سب بھائی کماتے ہیں صرف انتظام کیلئے آمدنی والد یا والدہ کو لاکر دیتے ہیں اور حقیقت میں سب مالک ہیں، تو الگ الگ سب پر قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ: عورت کے پاس اگر مہر کی رقم یا زیور ہو یا ضرورت سے زائد اتنے کپڑے وغیرہ ہوں جو نصاب کو پہنچ جائے اُس عورت پر قربانی واجب ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۷/ ۵۰۸، فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۳۰۹، ۳۱۲، کفایت المفتی ۸/ ۱۷۵)

صاحب نصاب ہے مگر قبضے میں روپیہ نہیں:

اگر کسی شخص نے اپنی رقم کسی کاروبار میں لگا رکھی ہے، اور فی

الحال رقم نہیں مل سکتی، مثلاً رقم کسی تجارتی کمپنی میں لگا رکھی ہے، اور وہاں اپنا کوئی اختیار نہیں، تو اگر ضرورت سے زائد کوئی چیز فروخت کر کے قربانی کر سکتا ہے تو واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔ (امداد الفتاوی ۳/۵۵۳، احسن الفتاوی ۷/۵۱۲)

مسافر، نابالغ و مجنون پر قربانی:

مسافر، نابالغ یا مجنون اگر مالدار بھی ہو تب بھی اس پر قربانی واجب نہیں۔ (شامی بیروتی ۹/۴۵۸)

حاجی پر بقرعید کی قربانی:

اگر حاجی صاحب نصاب ہے اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے واپسی تک ۱۵/دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہ مقیم ہوگیا اس پر حج کی قربانی کے علاوہ عید الاضحیٰ کی قربانی بھی

لازم ہے، اور اگر ۱۵ ردن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی بلکہ مکہ مکرمہ میں رہنے کے دوران جدہ یا مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو وہ مسافر رہیگا، اور اس کے صاحب نصاب ہونے کے باوجود عیدالاضحیٰ کی قربانی لازم نہیں، کیوں کہ اب منیٰ ومزدلفہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ (مستفاد انوار مناسک ص ۵۱۰)

غریب آدمی پر قربانی واجب ہونے کی صورت:

اگر غریب آدمی نے قربانی کی نیت سے قربانی کے دنوں میں کوئی جانور خریدا ہے تو اسی جانور کی قربانی کرنا لازم ہوگا، خواہ وہ عیب دار ہی ہو۔ (شامی ۹/۴۸۹)

مسئلہ: اگر غریب آدمی کے گھر کا کوئی جانور ہے، یا

پہلا خریدا ہوا ہے اور خریدتے وقت قربانی کی نیت نہیں کی، یا دس (۱۰) ذی الحجہ سے پہلے کوئی جانور قربانی کی نیت سے خریدا ہے تو ان تینوں صورتوں میں قربانی اس پر لازم نہیں۔ (شامی ۳۸۹/۹، فتاوی محمودیہ ۳۱۵/۱۷، فتاوی رحیمیہ ۸۴/۲)

ایام قربانی میں وفات ہو جانا:

جس شخص پر قربانی واجب ہے اگر وہ شخص ایام قربانی میں قربانی کرنے سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کے اوپر سے قربانی کا فریضہ معاف ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری ۲۹۷/۵)

قربانی کا وقت:

قربانی کا وقت شہر میں نماز عید کے بعد اور جس گاؤں میں عید کی نماز نہیں ہوتی وہاں دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے

بارھویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ہے۔ (درمختار کراچی ۶/۳۱۸) مگر سب سے افضل پہلا دن ہے، اس کے بعد دوسرا دن ہے اور اس کے بعد تیسرا دن ہے۔ (شامی کراچی ۶/۳۱۶)

رات میں قربانی:

رات میں قربانی کرنا جائز ہے مگر خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ رات میں غلطی کا اندیشہ ہے۔ (شامی ۹/۴۶۴)

ایک جگہ نماز ہونے پر پوری بستی میں قربانی:

مسئلہ: اگر کسی بستی میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہوں تو اگر کسی ایک جگہ نماز ہو جائے تو پوری بستی میں قربانی کرنا جائز ہے۔ (شامی کراچی ۶/۳۱۸)

مسئلہ: اگر کسی بستی میں ایک جگہ عید کی نماز ہوگئی اور کسی شخص نے ابھی اپنی نماز نہیں پڑھی ہے اور وہ قربانی کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے قربانی کرنا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۳/۵۹۷)

بے وضو ادا کی گئی نماز کے بعد قربانی کا حکم:

اگر بھولے سے امام صاحب نے بے وضو نماز پڑھا دی اور نماز کے بعد فوراً قربانی کردی گئی، اسکے بعد نماز کا اعادہ کیا گیا تو قربانی کا اعادہ لازم نہیں، قربانی درست ہوگئی۔ (البحر الرائق ۸/۳۲۲)

دس ذی الحجہ کو نماز نہیں ہوئی تو قربانی کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے شہر کے لوگ عید الاضحیٰ کی نماز

دس ذی الحجہ کو نہ پڑھ سکیں اور اگلے دن نماز پڑھیں تو دس ذی الحجہ کو قربانی زوال سے پہلے جائز نہیں، البتہ زوال کے بعد قربانی کرنا جائز ہے، (شامی کراچی ۶/۳۸۱)

مسئلہ: اگر دوسرے روز بھی کسی وجہ سے عید کی نماز نہ پڑھ سکیں تو صحیح قول کے مطابق صبح سے ہی قربانی کرنا جائز ہے۔ (شامی زکریا ۳/۵۹)

کسی جگہ فتنہ کی وجہ سے نماز عید پڑھنا ممکن نہ ہو:

اگر کسی شہر میں آپسی انتشار یا کرفیو وغیرہ کی وجہ سے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ دس ذی الحجہ کو زوال کے وقت تک انتظار کیا جائے اس کے بعد

قربانی کی جائے، لیکن اگر کوئی شخص زوال سے پہلے ہی قربانی کرلے تو اس کی قربانی بھی درست ہوجائے گی۔

(شامی بیروتی ۹/ ۴۸۷، کتاب المسائل ۲/ ۲۱۷)

قربانی کا جانور دیہات بھیجنا:

مسئلہ: جس بستی میں عید کی نماز ہوتی ہو وہاں کے لوگ اگر اپنا جانور کسی ایسی بستی میں بھیج دیں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو عید کی نماز سے پہلے ہی ان کیلئے قربانی کرنا جائز ہے، اپنی بستی کی عید کی نماز ہونے کا انتظار کرنا ان پر لازم نہیں، مگر جانور کا نمازِ عید سے قبل اس جگہ پہنچ جانا لازم ہے۔ (فتاوی تاتارخانیہ ۱۷/ ۴۲۲۔ فتاوی قاسمیہ ۲۲/ ۲۲۵)

مسئلہ: جس بستی میں عید کی نماز نہیں ہوتی اگر وہاں

سے کوئی شخص عید کی نماز کیلئے دوسری بستی میں آتا ہے تو اس کیلئے صبح صادق سے ہی قربانی کرنا جائز ہے، عید کی نماز تک تاخیر لازم نہیں۔ (عالمگیری ۵/۲۹۶)

ایام قربانی میں قربانی نہ کرسکا:

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب ہے اس نے ایام قربانی میں کسی وجہ سے اپنی قربانی نہیں کی تو اس کے لئے اگلے سال تک قضاء کا انتظار کرنا جائز نہیں، اور بڑے جانور کے ساتویں حصے کی قیمت کا صدقہ بھی کافی نہیں بلکہ اوسط درجہ کی بکرے ہی کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔ (شامی زکریا ۹/۴۶۳، ۴۶۵)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے قربانی کا جانور خریدا اور ایام قربانی میں اس کی قربانی نہ کرسکا تو بعد میں اس جانور کا صدقہ کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ۲۹۶/۵)

کسی کی اجازت کے بغیر اس کی قربانی:

مسئلہ: اگر کسی غیر موجود شخص کی طرف سے کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر قربانی کردے تو قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ (عالمگیری ۳۰۲/۵، بہشتی زیور ۴۲/۳)

مسئلہ: اگر کسی بڑے جانور میں غیر موجود شخص کی اجازت کے بغیر اس کا حصہ لیا ہے تو کسی شخص کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ (عالمگیری ۳۰۲/۵، بہشتی زیور ۴۲/۳)

مسئلہ: اگر کسی شخص کی طرف سے ہر سال دوسرے شخص کا قربانی کرنے کا معمول ہے، اور جس کی طرف سے قربانی ہوتی ہے اس کو بھی پہلے سے معلوم ہے کہ میری طرف سے فلاں شخص قربانی کردیگا تو ایسی صورت میں بغیر اجازت بھی حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قربانی کرنا جائز ہے۔ (مستفاد شامی زکریا ۹/ ۴۵۷)

قربانی کے جانور:

مسئلہ: درج ذیل جانوروں کی قربانی کرنا جائز ہے:

(۱) بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ جو عمر میں ایک سال کا ہو، چھ ماہ کا دنبہ یا بھیڑ بھی کافی ہے بشرطیکہ اتنا فربہ ہو کہ ایک سال کا معلوم ہوتی ہو۔ (۲) گائے، بھینس، بیل جو عمر

میں دوسال کے ہوں۔ (۳) اونٹ جو عمر میں پانچ سال کا ہو، واضح رہے کہ بڑے جانور میں سات حصے ہو سکتے ہیں۔ (شامی کراچی ۶/ ۳۱۵)

مسئلہ: اگر جانور فروخت کرنے والا پوری عمر بتلائے اور دیکھنے میں بھی پوری عمر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۴۴۹)

گائے کی قربانی:

اگر کسی جگہ گائے کے ذبح پر قانوناً پابندی ہو پھر بھی قربانی میں گائے ذبح کر لی جائے، تو یہ قربانی شرعاً درست ہے، اور اس کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ گائے پر پابندی کا حکم شرعی نہیں، بلکہ محض ظلم ہے، فی نفسہٖ

وہ حلال جانور ہے، جو کسی قانون کی وجہ سے حرام نہیں ہوسکتا، لیکن اگر کسی جگہ ملکی قانون کی خلاف ورزی سے فتنے اور تکلیف کا اندیشہ ہو، تو گائے کی قربانی سے احتراز بہتر ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۷/ ۳۴۵، ۳۴۷، امداد الاحکام ۴/ ۱۹۱، ۱۹۳، کتاب المسائل ۲/ ۲۳۱، ۲۳۲)

جانور میں نفع کے ساتھ حصے رکھنا:

اگر کسی شخص نے کوئی جانور قربانی کی نیت سے خریدا، پھر قیمت زیادہ لگا کر نفع کے ساتھ دوسروں کو شریک کرلیا، تو درست نہیں ہے۔ (بدائع ۴/ ۲۲۰۔ فتاوی قاسمیہ ۲۲/ ۳۹۳، ۳۹۴)

جانور کی تول کر خریداری:

جس طرح زندہ مچھلی کی تول کر خرید وفروخت جائز ہے

اسی طرح قربانی کے لئے بھی زندہ جانوروں کی تول کر خرید وفروخت جائز ہے جبکہ روپئے پیسے کے بدلے میں خریدا گیا ہو۔ (فتاوی عثمانی ۹۹/۳ ۔ مسائل قربانی وعقیقہ ص ۴۷)

قربانی کا جانور بدلنا:

مسئلہ: اگر مالدار نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا ہے تو اس پر اسی جانور کی قربانی کرنا لازم نہیں، بلکہ اس کو فروخت کرنا یا اپنے استعمال میں لاکر اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کرنا جائز ہے، لیکن اگر دوسرا جانور پہلے جانور سے قیمت میں کم ہو تو زائد رقم صدقہ کرنا لازم ہے۔ (الاشباہ ص ۴۰، فتاویٰ عالمگیری ۲۹۴/۵)

مسئلہ: اگر غریب آدمی نے قربانی کی نیت سے جانور

خرید لیا ہے اور زبانی بھی کہہ دیا ہے کہ اس جانور کی قربانی کرنی ہے تو یہ نذر کے درجے میں ہے، اس کو بدلنا جائز نہیں، بلکہ اسی جانور کی قربانی لازم ہے۔ (الاشباہ ص ۴۰)

سستی قیمت کی وجہ سے دوسری جگہ قربانی کرنا:

اگر کوئی شخص قربانی کیلئے ایسی جگہ پیسہ بھیج دے جہاں جانور سستا ہو تو اس طرح قربانی کرنا بلا کراہت جائز ہے، لیکن یہ بات یاد رہے کہ مالی عبادات میں جتنی زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے اتنا ہی ثواب زیادہ ملتا ہے، بشرطیکہ اللہ کی رضا مقصود ہو، ناموری و ریاکاری مقصود نہ ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ جدید ۱۷/۳۵۵)

اگر قربانی کا جانور گم ہو جائے:

مسئلہ: اگر کسی مالدار نے قربانی کیلئے جانور خرید لیا ہے، اتفاق سے قربانی سے پہلے وہ جانور گم ہو جائے تو دوسرے جانور کی قربانی کرنا اس پر لازم ہے، اور اگر اس نے دوسرا جانور خرید لیا، پھر پہلا بھی مل گیا تو اس پر صرف ایک جانور کی قربانی کرنا لازم ہے، دونوں کی نہیں۔ (شامی کراچی ۳۲۶/۶)

مسئلہ: اگر غریب آدمی نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے پھر وہ جانور گم ہو گیا تو اس پر دوسرا کرنا لازم نہیں لیکن اگر اس نے دوسرا خرید لیا پھر پہلا بھی مل گیا تو دونوں کی قربانی اس پر لازم ہے۔ (شامی ۳۹۵/۹، فتاویٰ محمودیہ ۳۱۶/۱۷)

مسئلہ: لیکن اگر دوسرا جانور خریدتے وقت اس نے

یہ نیت کی کہ پہلے جانور کی جگہ خرید رہا ہوں اور پھر پہلا بھی مل گیا تو ایک ہی کی قربانی واجب ہے، دونوں کی نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ جدید ۱۷/۳۱۶)

عیب دار جانور:

مسئلہ: سینگ ٹوٹا (جڑ سے) کان کٹا (تہائی یا اس سے زیادہ) دم کٹا (تہائی یا اس سے زائد) اندھا (کہ تہائی روشنی یا اس سے زیادہ ختم ہو جائے) لنگڑا (جو تین ٹانگوں پر چلتا ہو) ایسا دبلا جو مذبح تک نہ جاسکے، پوپلا جس کے دانت نہ ہو، ایسا مادہ جانور جس کے تھنوں کی نوکیں کٹی ہوئی ہوں، یا سوکھ گئی ہوں، اس کی قربانی درست نہیں۔ (درمختار زکریا ۹/۴۶۸)

مسئلہ: جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہو یا ایسا ٹوٹا ہوا ہو کہ اندر کا گودا صحیح سالم ہو یا جڑ سے نہ اکھڑا ہو بلکہ کچھ اوپر سے ٹوٹ گیا ہو، یا بچپن میں اس کے سینگ کی جگہ آگ سے جلادی گئی ہو جس کی وجہ سے سینگ نہ نکل سکیں ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ۵/۲۹۷، جامع الفتاویٰ ۸/۱۷۱)

مسئلہ: جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر کان ہوں لیکن چھوٹے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (شامی زکریا ۹/۴۶۹، کتاب المسائل ۲/۲۳۷)

مسئلہ: اندھے یا کانے جانور کی قربانی درست نہیں۔

(شامی زکریا ۹/۴۶۸)

مسئلہ: ایسے لنگڑے جانور کی قربانی کرنا درست ہے

جو اس ٹانگ سے سہارا لگا کر لنگڑاتا ہوا چلتا ہو، لیکن اگر تین ٹانگوں پر چلتا ہو تو اگر یہ شخص غریب ہے تو اسی کی قربانی کرنا لازم ہے، اور اگر صاحب نصاب ہے تو اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی لازم ہے۔ (شامی زکریا ۹/۴۷۱)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اور وہ چرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور اگر چرنے پر قادر ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ۵/ ۲۹۸، مسائل قربانی وعقیقہ ص ۳۱)

زبان کٹے جانور کی قربانی:

اگر بکرے کی زبان کٹی ہوئی ہے تو اس کی قربانی درست ہے، اور اگر گائے یا بھینس کی زبان کٹی ہوئی ہے جس کی

وجہ سے وہ چرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

(عالمگیری ۲۹۸/۵)

تھن کٹے جانور کی قربانی:

اگر بکری کا ایک تھن کٹ جائے یا خشک ہو جائے تو اس کی قربانی درست نہیں، اسی طرح گائے، یا اونٹنی یا بھینس کے دو یا زیادہ تھن کٹ جائیں یا خشک ہو جائیں تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں، ہاں اگر ایک تھن کٹ جائے یا خشک ہو جائے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (شامی زکریا ۴۷۰/۹)

خصی جانور کی قربانی:

خصی جانور کی قربانی زیادہ افضل اور بہتر ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی جانور کی قربانی فرمائی

ہے۔ (مشکوۃ شریف ۱/۱۲۸)

خنثیٰ (هیجڑے) جانور کی قربانی:

خنثیٰ جانور جو نہ نر ہو نہ مادہ، ایسے جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں۔ (عزیز الفتاویٰ ۱۴/۷)

امریکن گائے کی قربانی:

امریکن گائے کی قربانی کرنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ جانوروں میں نسب ماں سے چلتا ہے، انسانوں کی طرح باپ سے نہیں چلتا۔ (فتاویٰ ہندیہ ۵/۲۹۷)

گابھن جانور کا حکم:

اگر جانور گابھن ہے اور اس کا حمل ظاہر ہو چکا ہے تو اس گابھن جانور کی قربانی کرنا مکروہ ہے۔ (شامی زکریا ۹/۴۴۱)

گابھن جانور کے بچے کا حکم:

مسئلہ: اگر صاحب نصاب کی قربانی کے جانور سے قربانی کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا تو مالک اس کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔ (شامی کراچی ۶؍۳۲۳)

مسئلہ: صاحب نصاب کی قربانی کے جانور سے ذبح کے بعد زندہ بچہ نکلے، تو اس کو زندہ حالت میں کسی غریب کو صدقہ کردینا مستحب ہے، وہ غریب اس کو جس طرح چاہے اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔ (قاضی خان ۳؍۳۵۷)

مسئلہ: غریب آدمی جس پر قربانی واجب نہیں اگر اس نے قربانی کے لئے حاملہ جانور خرید لیا اور قربانی سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا تو اس بچہ کو بھی قربانی میں ذبح کرنا

ضروری ہے، اسی طرح اگر ذبح کرنے کے بعد پیٹ میں
سے زندہ بچہ نکلا تو اس کو بھی ذبح کرنا ضروری ہے، اور بچہ
کا گوشت اس غریب کے لئے کھانا درست نہیں، بلکہ
دوسرے غرباء کو صدقہ کرنا لازم ہے۔ (شامی کراچی ۶/۳۲۳)

قربانی کے جانور کے دودھ وغیرہ کا حکم:

قربانی کے جانور کی کئی صورتیں ہیں: (۱) قربانی کا جانور
گھر کا پالتو ہو، (۲) جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ
کی ہو، بعد میں قربانی کے لیے متعین کیا ہو، (۳) قربانی
کی نیت سے جانور خریدا ہو مگر اس کی گزر باہر چرنے پر نہ
ہو، بلکہ گھر میں چارہ کھاتا ہو، ان تینوں صورتوں میں قربانی

کے جانور کے دودھ، گوبر اور اون سے نفع حاصل کرنا اور اپنے استعمال میں لانا بلا کراہت درست ہے۔ (۴) اور اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہو اور گھر سے باہر چرنے پر گزر کرتا ہو تو احتیاطاً اس کے دودھ وغیرہ سے نفع اٹھانا درست نہیں، بلکہ یا تو نکالیں ہی نہیں، اور اگر جانور کی تکلیف کی وجہ سے نکالنا ہی ضروری ہو تو نکال کر صدقہ کر دیا جائے۔ (شامی بیروتی ۹/ ۳۹۹، احسن الفتاوی ۷/ ۴۷۸)

جانور خریدنے کے بعد عیب پیدا ہوگیا:

اگر جانور صحیح سالم خریدا ہے بعد میں ایسا عیب لاحق ہوگیا جس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی تو اگر خریدار

صاحب نصاب ہے تو اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کرنا لازم ہے، اور اگر خریدار غریب ہے تو اسی جانور کی قربانی جائز ہے۔ (شامی زکریا ۹/۴۷۱)

قربانی کرتے وقت عیب پیدا ہوگیا:

اگر قربانی کرتے وقت کھینچا تانی میں جانور کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا اور کوئی عیب پیدا ہوجائے تو اس جانور کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔ (بدائع الصنائع ۵/۷۶)

قربانی کے ساتھ عقیقہ یا ولیمہ:

اگر کوئی شخص بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ اپنے بچے کے عقیقہ کا حصہ لینا چاہے یا قربانی کے ساتھ ولیمہ کرنا

چاہے تو جائز ہے، اور تمام شرکاء کی قربانی صحیح ہوجائے گی۔ (عالمگیری ۵/۳۰۴)

قربانی کے شرکاء کی نیت:

قربانی صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ تمام شرکاء کی نیت ثواب کا حاصل کرنا ہو، کسی کی نیت گوشت کھانے یا فروخت کرنے کی نہ ہو، ورنہ کسی کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ (شامی کراچی ۶/۳۱۶)

قربانی کے گوشت کی تقسیم:

مسئلہ: اگر قربانی کے شرکاء اپنے حصے کا گوشت پورا لینا چاہیں تو وزن کر کے برابر برابر حصہ لیں، اندازے سے لینا درست نہیں۔ (شامی ۶/۳۱۷)

مسئلہ: اگر شرکاء اپنا حصہ پورا نہ لینا چاہیں بلکہ کچھ لیکر باقی گوشت لوگوں کو دینے کا ارادہ کریں تو وزن کرکے تقسیم کرنا لازم نہیں، اسی طرح اگر ایک گھر کے لوگوں نے الگ الگ حصہ لیا ہے تب بھی وزن کرکے تقسیم کرنا لازم نہیں۔ (شامی کراچی ۶/۳۱۷)

مسئلہ: اگر شرکاء میں سے کسی نے نذر کی قربانی کی ہے تو اس کیلئے وزن کرکے لینا ہی ضروری ہے کیونکہ اس کو اپنے حصے کے گوشت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔ (شامی ۶/۳۱۷)

غریب آدمی کو گوشت دینا:

مستحب یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ فقراء اور مساکین کے لئے، ایک حصہ عزیز واقارب

اور پڑوسیوں کیلئے، اور ایک حصہ اپنے بال وبچوں کے لئے ،لیکن اگر پورا گوشت اپنے لئے رکھ لیتا ہے تب بھی جائز ہے۔ (شامی زکریا ۹/۴۷۴)

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا:

غیر مسلم پڑوسیوں کو بھی قربانی کا گوشت دینا جائز ہے۔

(فتاوئ ہندیہ ۵/۳۰۰، امداد الفتاوئ ۳/۵۵۰)

میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت:

مسئلہ: اگر کوئی شخص بخوشی کسی میت کے ایصال ثواب کی غرض سے قربانی کرے تو اس کا خود کھانا اور تقسیم کرنا سب درست ہے، اور اگر میت نے قربانی کی وصیت کی

ہے اور اس کے تہائی مال سے قربانی کی ہے تو اس کے گوشت کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (شامی ۶/۳۲۶)

اپنی قربانی چھوڑ کر دوسرے کی طرف سے کرنا:

اگر کسی پر قربانی واجب ہے اور وہ اپنی طرف سے نہیں کرتا، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنے مرحومین میں سے کسی کی طرف سے کرتا ہے تو درست نہیں، بلکہ اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، البتہ گنجائش ہو تو اپنی قربانی کے ساتھ میت کی طرف سے کرنا بھی درست ہے۔ (مجمع الانہر ۲/۵۱۶، مسائل قربانی وعقیقہ ص ۱۴)

مسئلہ: اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے تو اس کے وارثوں کی اجازت سے دیگر شرکاء کے ساتھ اس کی قربانی

درست ہے، اور ورثاء کی اجازت کے بغیر درست نہیں۔

(شامی کراچی ۳۲۶/۶، مسائل قربانی وعقیقہ ص ۴۶)

چند شرکاء کا میت کی طرف سے قربانی کرنا:

اگر چند شرکاء مل کر بڑے جانور کا ایک حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کریں تو جائز ہے، اسی طرح ایک یا چند میتوں کی طرف سے بھی اجازت ہے، یہی راجح قول ہے۔

(فتاوی محمودیہ ۲۸۸/۴، ۳۳۶/۱۴)

کسی حصہ دار کا گوشت بنانے کی اجرت لینا:

اگر کوئی حصہ دار جانور خود ذبح کرے اور گوشت بنائے تو

اس کے لئے ذبح کرنے اور گوشت بنانے کی اجرت لینا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۷/ ۵۱۸)

بوقت ذبح قربانی کی نیت:

مسئلہ: اگر قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا ہے اور ذبح کے وقت نیت نہیں کی صرف "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر ذبح کر دیا تو قربانی صحیح ہو جائیگی۔

مسئلہ: جن شرکاء کے نام سے جانور خریدا ہے تو ذبح کے وقت ان سب کی نام بنام نیت کرنا لازم نہیں صرف خریداری کے وقت ان کی قربانی کی نیت کافی ہے۔

مسئلہ: خالد کا جانور ہے جس کو اس نے قربانی کے لئے متعین کر رکھا ہے مگر ذبح کرنے والے نے ذبح کرتے

وقت راشد کے نام سے ذبح کردیا تو قربانی خالد ہی کی طرف سے ہوگی۔ (الاشباہ ص ۴۰ ،مسائل قربانی وعقیقہ ص ۲۱)

قربانی کرنیکا مسنون طریقہ:

مسئلہ: اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے، اگر تنہا چھری چلانے کی طاقت نہیں رکھتا تو دوسروں سے مدد لینا بھی درست ہے، مگر اس صورت میں سب پر "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" پڑھنا لازم ہے، اور اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو کسی دوسرے سے ذبح کرانا بھی درست ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں حاضر رہنا افضل ہے اگر حاضر نہیں رہتا ہے تب بھی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۴۵۰)

مسئلہ: ہاتھ پاؤں اور رسی وغیرہ پکڑنے والوں پر "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پڑھنا لازم نہیں۔ (امداد الفتاوی ۳/ ۵۶۵)

مسئلہ: اگر عورت اپنی قربانی کا جانور خود ذبح کرنا چاہے تو بلا کراہت جائز ہے۔ (درمختار بیروتی ۹/ ۳۵۹)

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا لازم نہیں، (کتاب المسائل ۲/ ۲۴۲)

مسئلہ: جانور کو ذبح کرنے کیلئے بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹا کر اپنا دایاں پیر اس کے کندھے پر رکھے، اور "بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہِ اَکْبَرُ" کہکر تیز چھری سے جلد ذبح کردے، ذبح کے وقت اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے، "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

حَنِیْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ إِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَاَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ“.

(ابوداؤد شریف ۲/۳۳، ۲/۳۸۶، بدائع الصنائع ۴/۲۲۲)

اور ذبح کے بعد اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے: ”اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ إِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامْ“۔ (مسائل قربانی وعقیقہ ص/۴۶)

مسئلہ: جانور کی گردن کے کسی بھی حصے میں چھری چلائی جا سکتی ہے، جگہ کی کوئی تخصیص نہیں۔ (درمختار ۹/۳۵۵)

مسئلہ: حلق کے بجائے گدّی کی طرف سے جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار بیروتی ۹/۳۵۷)

آداب قربانی:

مسئلہ: قربانی کے جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کرلیں۔ (درمختار بیروتی ۹/۳۵۷، تاتارخانیہ ۱۷/۳۹۶) جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا منع ہے، حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بکری کو لٹا کر چھری تیز کرر ہا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: کیا تو اس کو دو موت دینا چاہتا ہے، تو نے اس کو لٹانے سے پہلے ہی چھری کیوں نہ تیز کرلی۔ (مستدرک حاکم ۴/۲۵۷ حدیث ۷۵۶۳)

مسئلہ: ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں۔ (مستفاد درمختار بیروتی ۹/۳۵۸، احکام قربانی ص ۱۷)

مسئلہ: جانور کے پیر پکڑ کر قربان گاہ کی طرف کھینچ کر

لیجانا اور کوئی بھی ایسا کام کرنا جس سے جانور کو تکلیف پہونچے درست نہیں۔ (درمختار بیروتی ۹/ ۳۵۷، ۳۵۸)

مسئلہ: ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت بنانے میں جلدی نہ کرے، جب تک ٹھنڈا نہ ہوجائے۔ (درمختار ۹/ ۳۵۸)

قربانی کی کھال:

مسئلہ: قربانی کے جانور کے بال، ہڈی، گوشت اور کھال میں سے ہر چیز کا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرر ہوتا ہے، اس لئے ان میں سے کسی بھی چیز کو فروخت کرکے قیمت سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں، بلکہ قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (ہدایہ ۴/ ۴۴۳، بدائع الصنائع ۵/ ۸۱)

مسئلہ: کھال کی قیمت مدارس اسلامیہ کے نادار طلبہ کی

ضروریات میں صرف کرنا زیادہ افضل اور بہتر ہے، کیونکہ اس میں علم کی اشاعت کا بھی ثواب ہوتا ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۴۵۲)

مسئلہ: کھال کو جانور کے بدن سے جدا ہونے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں، ہاں البتہ فروختگی کا وعدہ کرنا درست ہے، (فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۴/۳۴۶)

مسئلہ: چرم قربانی کا پیسہ مسجد کے امام ومؤذن اور مدارس کے مدرسین کی تنخواہوں میں دینا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۳/۵۶۶)

مسئلہ: قصائی کی اجرت میں کھال یا گوشت وغیرہ دینا جائز نہیں۔ (شامی زکریا ۹/۴۷۵)

مسئلہ: جانور کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا یا کسی

صاحب نصاب رشتے دار (بہن، بھائی وغیرہ) اور دوست واحباب کو ہدیہ دینا بھی درست ہے۔ (درمختار بیروتی ۹/۳۹۸، فتاوی محمودیہ ۱۷/۴۵۷، ۴۶۷، ۴۷۱)

مسئلہ: اگر چرم قربانی امام صاحب کو یا کسی مدرسے کے ذمہ دار کو ہدیہ دیدی جائے، اور وہ اس کو اپنی مرضی سے مسجد یا مدرسے کی تعمیر میں، یا اور کسی دینی ضرورت میں، یا اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کردے تو بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد فتاوی محمودیہ ۱۷/ ۴۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ابوجندل قاسمی

مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر یوپی

۲۳/ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹/ستمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعہ